بن گیا۔ اب خسرو پرویز شاہ ایران کے حملے کا جواز ختم ہوگیا تھا؛ کیونکہ فوکاس کو نکال باہر کیا گیا تھا۔ اس نے پھر بھی اپنا حملہ جاری رکھا۔ اس حملے کے آگے ہرقل قیصر روم بے بس ہوگیا۔ خسرو پرویز نے مذہبی رہنماؤں کو قتل کیا، گرجوں کو مسمار کیا۔ اس فتح سے پرویز کی تمکین آسان ہوگئی۔ اور وہ قیصر روم ہرقل کو خط لکھتا ہے: ''سب خداؤں سے بڑا خدا، روئے زمین کے مالک خسرو پرویز کی طرف سے اس کے کمینہ اور بے شعور بندے ہرقل کے نام! تو کہتا ہے کہ مجھے اپنے رب پر بھروسہ ہے۔ کیوں نہ تیرے رب نے یروشلم کو میرے ہاتھ سے بچالیا!''

اُدھر مکہ مکرمہ میں مسلمانوں نے کفار کے ظلم وستم سے تنگ آکر 615ء میں رسول اللہ ﷺ کے کہنے پر ہجرت حبشہ کی۔ یہ حکومت روم کے عیسائی حکومت کی حلیف تھی۔ مشرکین مکہ مسلمانوں پر آوازے کستے تھے: ''ایران نے روم کا کچومر نکالا ہے۔ ہم بھی تمہارے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کریں گے۔'' ان حالات میں سورۃ الروم کی پہلی چھ آیتیں نازل ہوئیں۔ آیت نمبر ۴ میں ﴿بِضْعِ سِنِيْنَ﴾ کا لفظ ہے۔ اس پر ابی بن خلف نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے شرط لگائی کہ اگر تین سال کے اندر رومی غالب آگئے، تو میں تجھے دس اونٹ دوں گا، ورنہ دس اونٹ تم مجھے دوگے۔ آپ ﷺ کو علم ہوا تو فرمایا: ''عربی میں ''بِضْع'' کا لفظ دس سے کم پر ہوتا ہے۔ اس لیے دس سال کی شرط رکھو اور اونٹوں کی تعداد سو (100) مقرر کرلو۔'' چنانچہ شرط از سر نو طے کی گئی کہ مدت دس سال سے کم اور اونٹ سو ہوں گے۔ اس وقت تک ایسی شرط حرام نہیں ہوئی تھی۔ 627ء میں روم والے ایرانیوں پر غالب آگئے۔ [رومی سلطنت کا زوال ۲/ ۸۸۷]

سفیان بن سعید الثوریؒ کا بیان ہے کہ روم کے فارس پر غلبے کی اطلاع غزوہ بدر کے دن ملی۔ ایک اور روایت میں صلح حدیبیہ کے موقع کا ذکر ہے، جسے امام ابن کثیرؒ نے غریب کہا ہے۔ [تفسیر القرآن العظیم]

ادھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ 100 اونٹ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ اس دوران شرط حرام ہو چکی تھی۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

منزل سے آگے بڑھ کر منزل تلاش کر
مل جائے تجھ کو دریا تو سمندر تلاش کر

ہر شیشہ ٹوٹ جاتا ہے پتھر کی چوٹ سے
پتھر ہی ٹوٹ جائے وہ شیشہ تلاش کر

سجدوں سے تیرے کیا ہوا صدیاں گزر گئیں
دنیا تیری بدل دے وہ سجدہ تلاش کر

علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ

انتخاب: انیقہ تسنیم فاضلہ دار العلوم والہدی انٹرنیشنل

اخوت اسلامی قسط (۳۶)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روئے زمین کا افضل طبقہ

امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ وأرضاہ

عبدالرحیم روزی

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں صحابہ وتابعین ہندوستان میں

آپ رضی اللہ عنہ کے عہد میں ۳۸ ھ کے اواخر اور ۳۹ کے اوائل میں جیوش اسلامی بالائے مکران سے ہوتے ہوئے سندھ میں داخل ہوئے۔ پھر وہاں سے چل کر قیقان (قلات) پہنچے۔ اور اس کے قرب وجوار کا علاقہ فتح کیا۔ قلات سے جیوش اسلامی نے ارض ہند کی طرف حرکت کی اور بہت سی فتوحات حاصل کیں۔

قلات کے علاقے میں یہ جنگیں حارث بن مرہ عبدی کی قیادت میں لڑی گئی تھیں، جو ایک روایت کے مطابق مخضرم تابعی ہے، جس نے نبی ﷺ کا دور پایا؛ مگر آپ ﷺ کو دیکھ نہ پایا۔ [تیسیر مصطلح الحدیث]

اہل قلات نے بیس ہزار فوج کے ساتھ مقابلہ کیا، لیکن مسلمانوں کے زبردست حملے کی تاب نہ لاکر پہاڑوں اور غاروں میں جا پہنچے۔ کچھ بھاگے، کچھ لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ [برصغیر میں اسلام کے اولین نقوش]

بلاذری نے قیقان کو سندھ کا علاقہ قرار دیا ہے، اور کہا ہے: وہ خراسان سے ملا ہوا ہے۔ ۴۲ ھ میں حارث عبدی اور ان کے بعض رفقاء نے جام شہادت نوش کیا۔ جناب محسن فارانی نے لکھا ہے کہ وہ ۴۴ ھ میں شہید ہوئے۔ [فتوح البلدان، ماہنامہ ضیائے حدیث نومبر ۲۰۱۷ء]

صفی الدین بنداوی (ت ۷۳۹ھ) نے قیقان کو خراسان کا علاقہ قرار دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ وہ سندہ سے متصل ہے۔ [مراصد الاطلاع علی أسماء الأمكنة والبقاع] یہ کوئی اختلاف نہیں؛ بلکہ وہ کبھی سندھ کا، کبھی بلوچستان کا علاقہ رہا ہے۔ اور وہ دونوں بلاد کے درمیان واقع ہے۔

قاضی اطہر مبارکپوری لکھتے ہیں: جب مسلمانوں نے دیکھا کہ قلات کی فوجیں ان کی آمد ورفت کے راستے کاٹ رہی ہیں، تو انہوں نے اس زور سے "اللہ أكبر" کا نعرہ بلند کیا کہ ان کی آواز علاقے کے جنوب وشمال میں گونج اٹھی، جس سے ڈر کر

باشندگانِ قلات بھاگ کھڑے ہوئے اور کچھ مسلمان ہو گئے۔[العقد الثمین فی فتوح الهند و من ورد فیها من الصحابة والتابعین] انہی ایام میں مسلمانوں کو امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع ملی اور وہ واپس مکران چلے آئے۔

آپ رضی اللہ عنہ کے دور میں بڑی تعداد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بغرض جہاد برصغیر بلوچستان وغیرہ پہنچے۔مگر جن کا نام معلوم ہو سکا ہے، وہ تین صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں: حضرت خریت بن راشد ناجی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن سوید تمیمی رضی اللہ عنہ، حضرت ابو وائل کلیب رحمہ اللہ جن کا تذکرہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ وعثمان رضی اللہ عنہ کے تذکرے میں گزر چکا ہے۔[الإصابة ، أسد الغابة ، الاستيعاب ، المحبر، لسان الميزان] یقینی امر ہے کہ افواج اسلام میں کثیر تعداد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے۔مگر صرف تین کے نام دستیاب ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سیرت کے چند تابناک پہلو

آپ رضی اللہ عنہ کی سیرت عالیہ کے بہت سے پہلو تابناک ہیں۔ان سب کا احاطہ کرنا طویل صفحات کا متقاضی ہے۔لہٰذا ہم یہاں آپ کی سیرت کے چند اہم پہلو ہدیہ قارئین کرتے ہیں:

✿ قبر پرستی اور جاہلیت کے آثار مٹانا: آپ رضی اللہ عنہ عقیدہ توحید کے شدید محافظ ہونے اور اس میں گھس آنے والے چور دروازوں کے انسداد میں اپنے آقا محمد ﷺ کے قافلہ بلاکشاں کے ممتاز اور چیدہ افراد میں شمار ہوتے تھے۔ جہاں بھی شرک وبدعت کی کوئی بو دیکھی، وہاں جا کر اسے مٹا کے خوش ہوتے تھے۔اور ایسا کرنے کو اپنی زندگی کا فریضہ شمار کرتے تھے۔ ذیل میں صرف دو مثال ذکر کیے دیتے ہیں:

ا۔ ابو الہیاج اسدی کا بیان ہے کہ مجھ سے علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''جس کام پر مجھے نبی ﷺ نے مامور فرمایا تھا، اس پر میں تمہیں مامور نہ کروں؟! کوئی مجسمہ دیکھے اس کو توڑ دے، اور کوئی اونچی قبر نظر آئے تو اسے زمین کے برابر کر دے۔''

[صحيح مسلم ٩٣(٩٦٩)، مسند أحمد ٧٤١]

٢۔ابو محمد ہذلی سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ کسی جنازہ میں شرکت فرما رہے تھے، اس دوران آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی ایسا ہے جو مدینہ چلا جائے اور وہاں جتنے بھی بت ہوں سب کو مسمار کر دے، کوئی مجسمہ ہو تو اس کی ہیئت بگاڑ دے؟!'' علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں حاضر ہوں اے اللہ کے رسول!'' فرمایا: ''تو چل پڑو'' چنانچہ آپ گئے، اس مہم کو انجام دے آئے اور رپورٹ پیش کی: ''اے اللہ کے رسول! میں نے جو بھی بت دیکھا، اس کو مسمار کر ڈالا۔ جتنی بلند قبریں تھیں، سب کو زمین کے برابر کر دیا۔کوئی مجسمہ ایسا نہیں چھوڑا، جس کی ہیئت نہ بگاڑی

ہو۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اب کوئی نئے سرے سے ان بتوں، مجسموں اور قبروں کو تعمیر کرے، تو سمجھ لے کہ اس نے میری نبوت کا انکار کیا۔" [مسند أحمد ٦٥٧]

ارکان اسلام کی اہمیت و تبلیغ: آپ رضی اللہ عنہ ارکان اسلام کے اوپر پابندی کرنے اور کرانے کے بارے میں مختلف شہروں کے عمال کے نام تاکیدی سرکلر جاری کرتے تھے۔ اس دور میں بعض مسلم ممالک کے حکمران اگر اوقات نماز، تفصیلاتِ زکوٰۃ وصوم پر مشتمل سرکلر جاری کریں، تو حکمران طبقے کے ہاں متروک العمل ہونے کی وجہ سے لوگ اسے اچنبھا سرکلر خیال کریں گے۔ مگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے پیشرو خلفاء رضی اللہ عنہم کے ہاں یہ اشیاء تو حکومت کی اولین ترجیحات میں شامل تھے۔ اور انہی کی اقامت کے لیے ہی وہ خلافت جیسی بڑی ذمہ داری کو برداشت کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مختلف شہروں کے عمال کے نام خط میں لکھا: "تم لوگ نماز ظہر اس وقت پڑھاؤ جب بکریوں کے باڑھ کی دیوار کا سایہ اس کے برابر ہو جائے۔ اور عصر پڑھاؤ جب آفتاب سفید و روشن ہو اور (مغرب ہونے تک) آدمی دو فرسخ تک جا سکے۔ اور مغرب پڑھاؤ جب روزہ دار روزہ کھولے اور حجاج کرام (عرفہ سے) چل پڑیں۔ انہیں نماز عشاء پڑھاؤ شفق (سرخی) غائب ہو جانے سے ایک تہائی رات تک، نمازِ صبح پڑھاؤ جب آدمی اپنے ساتھی کے چہرے کو پہچان جائے۔ اور تم انہیں نماز پڑھاؤ ضعیف تر آدمی کا خیال رکھ کر اور تم لوگوں کے لیے صبر آزمامت بنو۔" [نهج البلاغه خط: ٥٢]

کتاب وسنت کا عالم جلیل: آپ رضی اللہ عنہ کو فہم قرآن میں غیر معمولی ادراک حاصل تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جان لو کہ کسی کو قرآن کے بعد کوئی فاقہ رہتا ہے، اور نہ قرآن سے پہلے بے نیاز ہو سکتا ہے۔ اس سے اپنی بیماریوں کی شفا چاہو اور اپنی وصیتوں پر اس سے مدد مانگو۔ اس میں کفر و نفاق اور ہلاکت و گمراہی جیسے بڑے امراض کی شفا پائی جاتی ہے۔ اس کے وسیلے سے اللہ سے دعائیں مانگو اور اس کی دوستی کو ساتھ لے کر اس کا رخ کرو ....."

شریح بن ہانی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے مسح علی الخفین کا مسئلہ دریافت کیا تو آپؓ نے کہا: یہ مسئلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھو، ان کو میری نسبت زیادہ معلوم ہے، کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں جایا کرتے تھے۔ چنانچہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے دریافت تو کہا: "نبی کریم ﷺ نے مسافر کے لیے تین دن اور راتیں مقرر کی ہیں اور مقیم کے لیے ایک دن ایک رات۔" [صحيح مسلم ٨٥ (٢٧٦)]

آپ رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ممتاز علماء اور قاضیوں میں شمار ہوتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے فیصلے کتب اسلام میں مذکور

ومعروف ہیں۔امام ابن القیم الجوزی نے کتاب ''الطرق الحکمیة''میں کافی مثالیں بیان کی ہیں۔ایک حدیث میں ہے:
'أقضاكم علي''تم میں سے بہتر فیصلہ کرنے والا علی رضی اللہ عنہ ہے۔''[كتاب الإمامة للأصبهاني رقم: ٦١]

سیرتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قاری اس بات کو جانتا ہے کہ بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مختلف فنون میں اختصاص اور مہارت رکھتے تھے۔تو کچھ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دیگر فنون میں مہارت رکھتے تھے۔ایسا ہرگز نہیں کہ یہ ماہر دوسرے شعبہ سے بالکل نابلد ہو۔ کچھ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نشر واشاعت علم میں شہرہ آفاق تھے۔کچھ فنون سپہ گری میں، کچھ قضا وافتاء میں، کچھ اور لوگ اسلامی سیاست وعوام کے کنٹرول میں۔عمومی طور پر انفاق، وجہاد فی سبیل اللہ،عبادت وریاضت،تقویٰ، ایثار وقربانی،حسنِ اخلاق وغیرہ ستودہ صفات میں سبقت لے جاتے تھے۔لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ جو کوئی شخص کسی پہلو میں عبقریت پیدا کر چکا ہو تو اس کی طرف اور بھی بہت باتیں اور کام منسوب کیے جاتیں ہیں۔یہی المیہ''أقضاكم عليؓ''کے ساتھ بھی پیش آیا:

عبد اللہ بن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو لکھا کہ میرے لیے علمی فوائد پر مشتمل ایک تحریری دستاویز لکھ بھیجو!انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلوں کو منگوایا،ان میں سے کچھ باتیں لکھنے لگے اور بعض فیصلوں کو دیکھ کر کہتے تھے:اللہ کی قسم!علی رضی اللہ عنہ نے ایسا فیصلہ نہیں کیا۔[صحيح مسلم باب النهى عن الرواية عن الضعفاء]

ابو اسحاق کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد لوگوں نے نت نئے واقعات بنائے،تو اصحابِ علیؓ میں سے ایک شخص نے کہا:''قاتلهم الله! أيَّ علمٍ أفسدوا''اللہ انہیں تباہ کرے کہ کس قدر عظیم علم کو انہوں نے بگاڑا۔

علامہ ابن القیم جوزی اپنی کتاب''أعلام الموقعين''میں بعنوان ''الصحابة سادة المفتون والعلماء''کے تحت لکھتے ہیں:''حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلے اور فتاوے خوب پھیل گئے؛لیکن اللہ ان لوگوں کو تباہ کرے،جنہوں نے جھوٹ بول کر آپ رضی اللہ عنہ کے بہت سے علم کو خراب کر دیا۔لہٰذا اصحاب الحدیث آپ کی احادیث اور فتاویٰ میں سے صرف اس پر اعتماد کرتے ہیں جو آپ کے اہل بیتؓ یا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے تلامذہ میں سے ہو جیسے عبیدة سلمانی،شریح،ابو وائل وغیرہ۔

آپ رضی اللہ عنہ اپنے پیشرو ساتھیوں سے ہم آہنگ رہنے کو پسند اور اختلاف کو ناپسند کرتے تھے۔اور اپنے قاضیوں کو بھی یہی حکم دیتے تھے۔چنانچہ امام بخاری نے آپ رضی اللہ عنہ کا یہ حکم نقل کیا ہے:''اقضوا كما كنتم تقضون' فإني أكره الخلاف حتى يكونَ الناسُ جماعةً، وأموتَ كما ماتَ أصحابي''[جامع الأصول اعتصام] تم ایسے ہی فیصلہ کرو جیسا تم کر رہے ہو،کیونکہ میں اختلاف کو ناپسند کرتا ہوں،تاکہ لوگ ایک ہو جائیں اور میں اپنے ساتھیوں کی طرح مرنا چاہتا ہوں۔